❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت سیرت رسولؐ
وقت 5-7 منٹ

اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ

(سیرتِ رسولؐ کے آئینہ میں)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (التوبہ:128)

یقیناً تمہارے پاس تمہی میں سے ایک رسول آیا۔ اسے بہت سخت شاق گزرتا ہے جو تم تکلیف اٹھاتے ہو (اور) وہ تم پر (بھلائی چاہتے ہوئے) حریص (رہتا) ہے۔ مومنوں کے لئے بے حد مہربان (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حسینانِ عالم ہوئے شرمگیں
جو دیکھا وہ حسن اور وہ نور جبیں
پھر اس پر وہ اخلاق اکمل تریں
کہ دشمن بھی کہنے لگے آفریں
زہے خلق کامل زہے حسن تمام
علیک الصلوٰۃ علیک السلام

معزز سامعین! آج اِس مبارک محفل میں مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور شمائل کی روشنی میں اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ پر اظہارِ خیال کرنا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے یعنی اسے اپنی صفات کا مظہر بنایا ہے اور اس میں یہ اہلیت اور استعداد رکھی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو ظلی طور پر اپنا سکے۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 711)

اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات میں اپنی مخلوق سے محبت اور اس سے ہمدردی کو نمایاں طور پر رکھا۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے لئے آسانیاں پیدا کرتا ہے۔ مشکلات اور مصائب سے نہ صرف اُسے بچاتا بلکہ مخلوق کو اپنے لئے آسانیاں پیدا کرنے کی تلقین فرماتا ہے۔ اُس کی دعاؤں کو سنتا اور اُن کے لئے سہولتیں مہیا فرماتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مخلوق سے محبت اور ہمدردی کا اظہار یوں فرمایا ہے۔ الخَلقُ عیالُ اللهِ، فأحبُّ الخَلقِ إلى اللهِ مَن أحسَنَ إلى عِيالِهِ۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 712)

کہ تمام مخلوق اللہ کی عیال اور اُس کا خاندان ہے پس اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق میں سے وہ شخص بہت پسند ہے جو اُس کے عیال یعنی مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اور اُس کی ضرورت کا خیال رکھتا ہے۔ مخلوقات میں جانور، چرند پرند اور حشرات الارض بھی آتے ہیں مگر آج مجھے انسانوں سے ہمدردی، محبت اور حسن سلوک کا ذکر کرنا ہے چونکہ کُل عالم کی مخلوق کے سردار اور سید القوم تو سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اس وقت مجھے اس پہلو کے لحاظ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے چند واقعات بیان کرنے ہیں۔

آقا و مولا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تاریخ میں آتا ہے کہ آپؐ صحابہؓ کے گھروں میں جایا کرتے۔ ان کے حال احوال دریافت فرماتے، عیادت کرتے، مشکلات و مصائب پر صحابہؓ کا حوصلہ بڑھاتے اور غرباء کی تکالیف کو دور کرنے کی کوشش فرماتے۔ ایک روایت میں ہے کہ فجر کی نماز کے بعد نمازیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھ جاتے۔ حال احوال دریافت فرماتے اور نماز میں آنے والے ریگولر صحابیؓ اگر غیر حاضر ہوتے تو فوراً اُس کے گھر جاتے کہ کہیں بیمار تو نہیں۔ فرمایا کرتے:

"مجھے غرباء میں تلاش کرو۔"

ایک دفعہ ایک صحابیؓ اپنے دوست کو جو ابھی اسلام نہیں لائے تھے، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملانے مدینہ لائے۔ وہ یہ کہتا ہوا مدینہ میں داخل ہوا کہ "اگر تمہارا رسول غریبوں کے ساتھ یا غریب لوگوں میں پایا گیا تو مَیں ایمان لے آؤں گا۔" اس کی یہ خواہش پوری ہوئی اور وہ ایمان لے آیا۔

ایک اور مشہور واقعہ یوں بیان ہوا ہے کہ ایک دفعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن عبادہؓ کے گھر گئے۔ السلام علیکم کہہ کر اجازت چاہی۔ حضرت سعدؓ نے آہستگی سے جواب دیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ سلام کیا۔ 3 بار سلام کرنے کے بعد جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس لوٹے تو حضرت سعدؓ لپکے اور کہا کہ حضورؐ! مَیں تو سلامتی کی دعا چاہنے کی خاطر بار بار آپؐ سے السلام علیکم سنتا تھا۔

آپؐ فرمایا کرتے۔

"قرابت نوازی، حسن خلق اور خوشگوار ہمسائیگی سے بستیاں آباد ہوتی ہیں اور عمریں دراز ہوتی ہیں۔"

حضرت سعد بن وقاصؓ کے گھر عیادت کے لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ جہاں حضرت سعدؓ نے باقاعدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بار بار اپنی خواہش کو دُہرا کر کم از کم 1/3 قربانی کی اجازت چاہی تھی۔ صحابہؓ کا بھی یہی طریق تھا۔ امیر صحابہؓ اپنے سے کم حیثیت والے صحابہؓ کے گھروں میں جاتے، عیادت کرتے، حال احوال دریافت کرتے، تحفے تحائف کا تبادلہ کرتے۔

سامعین! ایک دلچسپ روایت مَیں سناتا ہوں۔ ایک روز آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد نمازیوں سے پوچھا۔ آج روزہ کس نے رکھا؟ حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ حضورؐ! مَیں نے نیت نہیں کی۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ مَیں نے کرلی تھی۔ پھر پوچھا۔ مریض کی عیادت کس نے کی؟ حضرت عمرؓ نے کہا حضورؐ! علی الصبح تو عیادت نہیں ہو سکی۔ ہم سیدھے مسجد کی طرف آئے ہیں مگر حضرت ابو بکر الصدیقؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! مَیں صبح سویرے عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی عیادت کر آیا ہوں۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ مسکین کو کھانا کس نے کھلایا؟ حضرت عمرؓ نے وہی جواب دُہرایا کہ علی الصبح کیسے؟ جبکہ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کی کہ حضورؐ! مسجد کے دروازہ پر ایک مسکین کھڑا تھا مَیں نے بیٹے کے ہاتھ سے ٹکڑا لے کر اُسے دے دیا۔ حضورؐ نے فرمایا "اے ابو بکر! تجھے جنت مبارک ہو۔" حضرت عمرؓ نے لمبی سانس لی اور کہا کہ وائے حسرت! یہ بڈھا کسی میدان میں مجھے آگے نہیں گزرنے دیتا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی کہ "اللہ تعالیٰ عمرؓ پر رحم کرے۔ جب بھی وہ نیکی کا ارادہ کرتا ہے ابو بکرؓ اس سے سبقت لے جاتا ہے۔"

سامعین! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم آغاز سے ہی مخلوقِ خدا سے محبت رکھنے اور لوگوں کی ضروریات پوری کرنے میں خوشی محسوس کرتے تھے۔ نبوت سے قبل حِلفُ الفضول کے نام سے مکہ میں قریش کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا تھا۔ جس کے تحت کمزور اور حقدار لوگوں کو ان کا حق دلوایا جاتا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کے ممبر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اس معاہدے کے تحت مظلوموں کی مدد کرنا مجھے اُونٹوں کی دولت سے بھی بڑھ کر معلوم ہوتی ہے اور آج بھی مجھے اس معاہدے کا واسطہ دے کر جو بھی مدد کی درخواست کرے گا تو مَیں ضرور اُس کی مدد کروں گا۔

(سیرت النبی لابن ہشام جز واوّل صفحہ 133)

نبوت ملنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو پہلی وحی آئی جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت گھبرائے اور گھر پہنچ کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے زَمِّلُونِی زَمِّلُونِی کہ مجھے کمبل اوڑھاؤ، مجھے کمبل اوڑھاؤ کہا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپؐ سے مخاطب ہو کر جو الفاظ کہے وہ تاریخِ اسلام میں سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہیں اور بیوی کی خاوند کے حق میں ایسی گواہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے اِس پہلو کو چار چاند لگا دیتی ہے آپؐ فرماتی ہیں۔

وَاللّٰہِ لَا یُخْزِیکَ اللّٰہُ أَبَدًا، إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الكَلَّ وَتَكْسِبُ المَعدُومَ ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الحَقِّ

(بخاری۔ بدء الوحی)

کہ اللہ کی قسم! کہ اللہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضائع نہیں کرے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو رشتہ داروں کا حق ادا کرتے ہیں، غریبوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ دنیا سے ناپید اخلاق اور نیکیاں قائم کرتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے اور حقیقی مصائب میں مدد فرماتے ہیں۔

اسی مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے ایک واقعہ آپ سامعین کے سامنے رکھنا چاہوں گا۔ دشمنِ اسلام ابوجہل نے ایک اَرَاشی نامی قریش سے اونٹ خرید کر رقم ادا نہ کی جب اَرَاشی کی تمام اُمیدیں دم لینے لگی تو اُس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر ابوجہل کے خلاف مدد طلب کی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم حِلف الفضول کے معاہدے کے تحت اُس کے ساتھ ہو لئے اور ابوجہل کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹا کر اس اَرَاشی کے لیے اونٹ کی رقم طلب فرمائی۔ ابوجہل، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا مطالبہ سن کر اندر گیا اور اَرَاشی کی رقم لاکر اُس کے سپرد کر دی۔ اِس پر ابوجہل کے ساتھیوں نے اس پر لعن طعن کی کہ تُم تو ہمیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خِلاف اُکساتے رہتے تھے۔ خود یہ کام کر کے ہماری ناک کٹوا دی ہے۔ اس پر ابوجہل بولا کہ جونہی مَیں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز سُنی مجھ پر سخت رعب طاری ہو گیا اور میں نے کیا دیکھا۔ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دونوں اطراف دو خونخوار اونٹ ہیں جو مجھ پر حملہ کرنے والے ہیں۔ اگر مَیں انکار کرتا تو وہ مجھ پر حملہ کر دیتے۔

(ابن ہشام جلد اول صفحہ 389)

سامعین! اپنے مقتدیوں سے محبت کا یہ عالم تھا کہ آپؐ نے فرمایا کہ امام نماز باجماعت کو لمبا نہ کرے۔ اپنے پیچھے بوڑھوں اور کمزوروں کا خیال رکھو۔ بچہ اگر روئے تو نماز چھوٹی کر دو اور فرمایا کہ مَیں اگر اُمت پر گراں خیال نہ کرتا تو مَیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا۔ نیز فرمایا کہ اُمت پر گراں خیال نہ کرتا تو انہیں نمازِ عشاء زیادہ تاخیر سے پڑھنے کا حکم دیتا۔ روزہ میں سحری دیر تک اور افطاری جلد کرنے کا ارشاد فرمایا تا ایک مومن زیادہ دیر مشکل میں نہ رہے۔ ضرورت مند کے متعلق یہ ہدایت دی کہ اس کی ضرورت پوری کرنے میں تاخیر نہ کی جائے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لونڈی بکریاں چرایا کرتی تھی۔ ایک دن ایک بھیڑیا ریوڑ پر حملہ کر کے ایک بکری اٹھا کر لے گیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غصہ میں اپنی اس لونڈی کے منہ پر تھپڑ رسید کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بہت گراں گزری اور معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ناراض ہوئے جس پر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کر کے اُسے آزاد کر دیا۔ اِسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی لونڈی کو دو ریال دے کر کچھ خرید کرنے کے لیے بھیجا جو اُس سے گم ہو گئے جو اِس وجہ سے رو رہی تھی کہ اب مالک مجھے مارے گا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عِلم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دو ریال مہیا کر دیے۔ تب بھی وہ روتی رہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا اب کیوں روتی ہو تو لونڈی نے کہا کہ تاخیر بہت ہو گئی ہے وہ تب بھی مجھے ماریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ اللعالمین اُٹھے اور اِس بچی کے ساتھ ہو لیے اور اُسے گھر تک چھوڑنے کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر دیکھا اور لونڈی ہمراہ تھی تو بہت پریشانی ہوئی اور لونڈی کو آزاد کر دیا۔

سامعین! آئیں! ہمدردی مخلوق کا ایک دلچسپ واقعہ سنیئے! ایک دفعہ ایک غریب شخص نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یارسول اللہؐ! رمضان میں روزے کی حالت میں اپنی عورت سے مباشرت کر بیٹھا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو مہینے مسلسل روزے رکھو۔ اُس نے عرض کی کہ حضورؐ! ایک روزہ میں تو صبر ہو نہیں سکا۔ ساٹھ روزے کیسے رکھوں گا۔ فرمایا کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو۔ اُس نے کہا اس کی بھی مجھے استطاعت نہیں۔ اسی اثنا میں کھجوروں کا ایک ٹکرا تحفتاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اچھا اسے لے جاؤ اور غرباء میں صدقہ کر دو۔ وہ شخص بولا۔ حضورؐ! پورے محلے میں مجھ سے زیادہ غریب بھی اور کوئی نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا تم خود ہی رکھ لو۔

(بخاری)

آپ غرباء کو دعوتوں پر بلاتے اور فرمایا کرتے تھے وہ دعوت بہت بُری ہے جس میں صرف اُمراء کو بلایا جائے اور غرباء کو شامل نہ کیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غریب اور مفلس نوجوان صحابہ کی شادیاں بھی خود فرما دیتے اور بچیوں کی صورت میں جہیز اور بچوں کی صورت میں ولیمہ کا انتظام فرماتے۔ ایک حدیث قُدسی ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا کہ اے ابن آدم! مَیں بیمار تھا تو نے میری عیادت نہ کی وہ شخص بولے گا کہ اے اللہ! تو کب بیمار تھا کہ مَیں تیری عیادت کرتا۔ اللہ فرمائے گا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا تو نے اس کی عیادت نہ کی۔ اگر تم اس کی عیادت کرتے تو مجھے اس کے پاس پاتے۔ پھر اللہ اِبن آدم سے مخاطب ہو کر فرمائے گا کہ اے اِبن آدم! مَیں نے تجھ سے کھانا مانگا مگر تو نے مجھے نہ کھلایا وہ کہے گا اے میرے رب! مَیں تجھے کیسے کھانا کھلاتا تو تو خود رب العالمین ہے۔ اللہ فرمائے گا کہ میرا فلاں بندہ بھوکا تھا اگر

تم اسے کھانا کھلاتے تو گویا مجھے کھلاتے۔ پھر اللہ تعالیٰ ابن آدم سے کہے گا کہ مَیں پیاسا تھا مگر تم نے مجھے پانی نہ پلایا وہ کہے گا کہ خدایا! تو کب پیاسا تھا کہ مَیں تجھے پانی پلاتا۔ اللہ فرمائے گا کہ میرا فلاں بندہ پیاسا تھا اگر تُم اسے پانی پلاتے تو گویا مجھے پلاتے کیونکہ میں وہاں موجود تھا۔

(مسلم کتاب البر والصلہ)

سامعین! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم خُود اپنے صحابہ کی عیادت فرماتے۔ مُناسب دوا وغیرہ مہیا فرماتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دَم درود اور دُعا سے عِلاج فرماتے۔ فاتحہ سے بھی کئی بار علاج فرمایا اور یہ دعا کرتے۔

أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِ وَأَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً كَامِلًا لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔

(بخاری)

کہ اے لوگوں کے رب! اس کی بیماری دور کر تو ہی شفا عطا کرنے والا ہے۔ شفا دے تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں۔ ایسی شفا عطا فرما جو کوئی بیماری نہ چھوڑے۔
حضورؐ عیادت پر مریض کو شہد اور دودھ وغیرہ تحفۃً دیتے تھے۔ کھجوریں بھی عنایت فرماتے اور کہتے کہ اُونٹ کے دودھ میں شفا ہے۔ ہر روز صبح سات کھجوریں ناشتے میں استعمال کرنے سے انسان کئی بیماریوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو بھی اپنے مسلمان بھائیوں کی عیادت کی تلقین فرمایا کرتے تھے اور فرماتے یہ ایک مسلمان بھائی کا حق ہے بلکہ ایک دفعہ ایک یہودی کا جنازہ قریب سے گزرا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! یہ یہودی کا جنازہ ہے۔ فرمایا۔ آخر انسان تو تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو تکلیف میں دیکھتے، بخار میں دیکھتے تو پریشان ہو جاتے اور دعا بھی کرتے اور دوائی بھی مہیا فرماتے اور بیماری کی مناسبت سے کچھ نہ کچھ تحفتاً دیتے۔ الغرض آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمدردی مخلوق میں بہترین نمونے قائم فرمائے۔
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:
”دیکھ کے ہی پتہ لگ جاتا تھا کہ یہ شخص نرم خو، نرم دل ہے۔ جو حسن دور سے دیکھنے پر ہر ظاہری حُسن کو ماند کر دیتا تھا۔ کوئی بھی حسین چہرہ دیکھنے میں اس چہرے کے مقابلے کا نہیں تھا۔ یہ حسن صرف ایسا حسن نہیں تھا جو دور سے ہی حسین نظر آتا ہو کہ واسطہ پڑنے پر کچھ اور نکلے۔ بلکہ اس حسین چہرے سے جب ملاقات کا موقع پیدا ہوتا تھا تو آپؐ کے اعلیٰ اخلاق، آپ کی نرم اور میٹھی زبان اس حسن کو چار چاند لگا دیا کرتے تھے اور حضرت اُمّ معبدؓ نے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کا بڑا خوبصورت نقشہ کھینچا ہے کہ قریب سے دیکھنے سے انتہائی شیریں زبان اور عمدہ اخلاق والے تھے۔“

(خطبہ جمعہ 25 فروری 2005ء)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:
”وہ محسنِ انسانیت، رحمۃٌ للعالمین اور اللہ تعالیٰ کا محبوب جس نے اپنی راتوں کو بھی مخلوق کے غم میں جگایا، جس نے اپنی جان کو مخلوق کو تباہ ہونے سے بچانے کے لئے اس درد کا اظہار کیا اور اس طرح غم میں اپنے آپ کو مبتلا کیا کہ عرش کے خدا نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ کیا تو ان لوگوں کے لئے کہ کیوں یہ اپنے پیدا کرنے والے ربّ کو نہیں پہچانتے، ہلاکت میں ڈال لے گا؟...ایک روایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تھا اور آپ نے ایک موٹے کنارے والی چادر زیب تن کی ہوئی تھی۔ ایک بدّو نے اس چادر کو اتنے زور سے کھینچا کہ اس کے کناروں کے نشان آپؐ کی گردن پر پڑ گئے۔ پھر اُس نے کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے اس مال میں سے جو اس نے آپ کو عنایت فرمایا ہے، میرے ان دو اونٹوں پر لاد دیں کیونکہ آپ مجھے نہ تو اپنے مال میں سے اور نہ ہی اپنے والد کے مال میں سے دیں گے۔ پہلے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ پھر فرمایا: اَلْمَالُ مَالُ اللّٰہِ وَاَنَا عَبْدُہٗ کہ مال تو اللہ ہی کا ہے اور مَیں اُس کا بندہ ہوں۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ مجھے جو تکلیف پہنچائی ہے اس کا بدلہ تم سے لیا جائے گا۔ اُس بدو نے کہا، نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم سے بدلہ کیوں نہیں لیا جائے گا؟ اُس بدو نے کہا اس لئے کہ آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں لیتے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کے ایک اونٹ پر جَو اور دوسرے پر کھجوریں لاد دی جائیں۔ (الشفاء لقاضی عیاض جزء اول صفحہ 74 الباب الثانی فی تکمیل اللہ تعالیٰ...الفصل واما الحلم...دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء) تو یہ ہے وہ صبر وبرداشت کا مقام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اور جو اپنوں سے نہیں دشمنوں سے بھی تھا۔ یہ ہیں وہ اعلیٰ اخلاق ان میں

جو دوسخا بھی ہے اور صبر و برداشت بھی اور وسعتِ حوصلہ کا اظہار بھی ہے۔ یہ اعتراض کرنے والے جاہل بغیر علم کے اُٹھتے ہیں اور اُس رحمۃ للعالمین پر اعتراض کر دیتے ہیں کہ انہوں نے یہ سختی کی تھی اور فلاں تھا اور فلاں تھا۔"

(خطبہ جمعہ 21 ستمبر 2012ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہاں غیروں اور اپنوں کی روحانی اصلاح کے لئے اور ان کا خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کے لئے بے چین رہتے تھے وہاں مخلوق کی تکلیف کی وجہ سے اس سے ہمدردی کا بھی بے پناہ جذبہ تھا جو آپؐ کے دل میں بھرا ہوا تھا۔ دوسرے کی تکلیف کا احساس آپؐ کو اپنی تکلیف سے زیادہ تھا بلکہ اپنی تکلیف کا احساس تو تھا ہی نہیں۔ ہر وقت اس فکر میں ہوتے تھے کہ کہاں مجھے موقع ملے اور مَیں اللہ کی مخلوق سے ہمدردی کروں، اس کے کام آؤں، ان کے لئے دعائیں کروں، ان کی تکلیفوں کو دور کروں .... دنیا لالچ کرتی ہے تو اپنے لئے کرتی ہے کہ ہمیں فائدہ پہنچ جائے، ہماری تکلیفیں دور ہو جائیں لیکن ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اگر یہ لالچ کر رہے ہیں تو دوسروں کے لئے کہ ان کو فائدہ ہو، ان کی تکلیفیں دور ہوں...... تو یہ رویہ ہوتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسروں کی تکلیف کو دیکھ کر۔ اور پھر اس تکلیف کو دور کرنے کے لئے آپؐ تمام ذرائع اور وسائل استعمال کرتے تھے۔ اور ان تکلیفوں کو دور کرنے اور دوسروں کو آرام پہنچانے کے لئے آپؐ کے دل میں بے انتہا مہربانی کے جذبات ہوتے تھے اور اس سے آپ کبھی نہیں تھکتے تھے۔ اور دوسروں کے لئے ہمدردی اور رحم کے جذبات کا آپؐ کا ایک ایسا وصف تھا کہ اس وصف کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ بے حد مہربان ہونے اور بار بار رحم کرنے کی خدائی صفت کا انسانوں میں کامل اور اعلیٰ نمونہ صرف اور صرف آپؐ کی ذات میں تھا جس کی اللہ تعالیٰ بھی گواہی دے رہا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15 اپریل 2005ء)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

✿✿✿✿